

جس کی طرف نبی کریم ﷺ نے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا تھا ”ایک وقت آئے گا قاتل قتل کرے گا اور اسے نہیں معلوم ہوگا وہ کیوں قتل کر رہا ہے اور مقتول قتل ہوگا اسے نہیں معلوم ہوگا وہ کیوں قتل کیا جا رہا ہے۔“ یہ کھلی سزا آج ہم پر مسلط ہے۔

مہاجرین پر انعامات: اللہ تعالیٰ نے مہاجروں پر خصوصی انعام رکھا ہے، بالخصوص جو لوگ ہندوستان سے ہجرت کر کے آئے اللہ نے ان کی اس نیکی کے بدلہ مال، زمین سب کچھ دیا۔ ارشاد ربانی ہے:

وَمَنْ يَهَاجِرْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يَجِدْ فِي الْأَرْضِ مَوَٰغِمًا كَثِيرًا
وَسَعَةً (۸۲)

جو اللہ کی راہ میں ہجرت کرے گا اللہ اس کیلئے زمین کشادہ کر دے گا اور
رزق میں بھی کشادگی کر دے گا

آج اس ملک کا ہر شخص گواہ ہے جو لوگ ہجرت کر کے آئے وہ باعتبار خوشحال ملک کے
تمام طبقوں سے بہتر حالت میں ہیں۔ لیکن اس کے بعد کا دوسرا مرحلہ تھا۔
پاکستان کا شکرانہ:

لئن شکرتکم لازیدنکم (۸۳)

اگر تم ان نعمتوں کے ملنے پر خدا کا عملاً شکر کرتے جس طرح صحابہ کرام نے مدینہ کی
اسٹیٹ ملنے پر پوری آزادی و گرم جوشی سے شکر کے تقاضوں کو پورا کیا وہ مال کی فراخی اور زمین کی
فراخی حاصل کر کے اس میں مست نہیں ہوئے بلکہ اس حاصل کردہ زمین پر اللہ کا قانون نافذ کیا
غور فرمائیے۔ جب توریت اور انجیل کے نفاذ پر قرآن نے اتنی بڑی خوشخبری کا وعدہ کیا ہے تو
قرآن جو سب سے عظیم کتاب ہے اس کے نفاذ پر کیا کچھ خدا کی نعمتیں ہمیں نہ ملتی مگر ہم اسوہ حسنہ
کو چھوڑ بیٹھے۔ جبکہ صحابہ نے اسے مضبوطی سے تھامے رکھا تو اللہ نے ان کی حکومت کو بھی ان پر
کشادہ کر دیا اور وہ جہاں سے نکالے گئے تھے (مکہ) اس پر بھی ان کی حکومت قائم کر دی۔ ہمارا

فرض تھا ہم اس اسٹیٹ کو اسلام کے مطابق ڈھالتے تو یقیناً اللہ تعالیٰ حسب وعدہ ہمارے لئے بھی زمین کو کشادہ کر سکتا تھا۔ ممکن تھا جہاں سے ہمیں نکالا گیا تھا اللہ تعالیٰ دوبارہ اسی لال قلعہ پر ہمارے ہاتھوں اسلام کا جھنڈا لہرا دیتا ہے۔ مگر ہم نے جذبہ جہاد کو پلاٹ، پرمٹ، ذاتی، مفاد، لوٹا کر یسی کی نذر کر دیا۔ قرآن کا اگلا حکم دشمن کے خلاف نظریاتی اور جہادی یلغار کا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے خطوط کے ذریعہ اور جہاد کے ذریعہ اس پر عمل کیا اور اسلام قرب و جوار پر چھا گیا۔ مگر ہمارا حال یہ ہے کہ جو ملک حاصل کیا تھا اس کا نصف گنوا دیا جو باقی ماندہ ہے اسے توڑنے اور ختم کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی ہے۔

یہ ملک ایک نظریاتی ملک ہے نظریہ زندہ کیا جائے گا ملک زندہ و مستحکم رہے گا ورنہ ملک بھی باقی نہیں رہے گا۔ نظریاتی ملک کو استحکام نظریاتی بنانے میں مضمر ہے۔ اسلام کا نفاذ کرنے میں اور اسوۂ حسنہ کو فروغ دینے میں ہے۔

لہذا آخر میں مختصر اسیرت طیبہ کے سابقہ پیش کردہ پہلوؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے چند باتیں قارئین کی خدمت میں پیش کئے دیتا ہوں۔

پاکستان کا استحکام قومیت کی جگہ نبوی اخوت کے نظام کو زندہ کرنے میں مضمر ہے: جس طرح نبی کریم ﷺ نے زمانہ جاہلیت کی قومی عصیت کو ختم کیا تھا ہم بھی اسے ختم کریں۔ ایک دوسرے کے ساتھ مواخات اور تعاون کو فروغ دیں۔ جس طرح صحابہ نے ایثار و قربانی کا مظاہرہ کیا تھا ہم اس جذبہ کو فروغ دیں۔ ملک کے ہر صوبہ اور ہر طبقہ کو اس کا جائز حق دیں۔ قومی شناخت پیدا کریں۔ علاقائی شناخت کی حاصل شدہ آمدنی انہی لوگوں پر خرچ ہونی چاہئے۔ جس علاقہ سے جو زکوٰۃ وغیرہ وصول ہو۔ پہلے اس علاقہ کے غریب پر خرچ ہو۔ جو ٹیکس جہاں سے وصول ہوتا ہے پہلے اس علاقہ کے لوگوں کی فلاح و بہبود پر خرچ ہو۔ (۸۴) پھر دوسروں کو دیا جائے، اس طرح موجودہ احساس محرومیاں جنم نہیں لیں گیں۔

اخوت کا فروغ خدمت کے ذریعہ: اخوت کو فروغ دینے کا دوسرا ذریعہ خدمت خلق ہے۔

ارشادِ ربانی ہے:

من نفسٍ عن مؤمن كربة من كرب الدنيا نفس الله عنه
كربة من كربة يوم القيامة ومن يسر على معسر الله عليه
فى الدنيا والاخرة والله فى عون العبد ما كان العبد فى
عون أخيه (۸۵)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص دنیا میں کسی مسلمان کی تکلیف میں سے کوئی تکلیف دور کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی تکلیف بھی دور کرے گا۔ جو مشکلات میں گھرے کسی مسلمان کیلئے آسانی پیدا کرے گا اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کے لئے آسانی پیدا کرے گا۔ جب تک انسان اپنے مسلم بھائی کی مدد میں لگا رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مدد کرنے والے کی مدد کرتا رہتا ہے۔

دوسری جگہ فرمایا:

الخلق كلهم عيال الله أحبهم اليه أنفعهم لعياله (۸۶)
مخلوق بلا تخصیص مذہب سب کی سب اللہ کا کنبہ ہے۔ اس میں اللہ کو وہ شخص زیادہ پسند ہے جو اس کے کنبہ کو زیادہ نفع پہنچائے۔

اسی سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ ہم نے اپنے معاشرہ میں نفسا نفسی اور ذاتی مفادات کو پروان چڑھا کر کتنے اہم کام کو چھوڑ رکھا ہے۔ اگر ہم لوگوں کے مسائل حل کریں ان کے مصائب کم کریں تو باہمی اخوت خود بخود فروغ پائے گی۔ اگر ہم ان کے مصائب میں اضافہ کریں گے تو نفرت کو فروغ ہوگا۔

پاکستان کا استحکام اسلامی ثقافت کو فروغ دینے میں مضمر ہے: اسلامی ثقافت کو فروغ نہ دینے کا نتیجہ ہے کہ مغربی ثقافت کی یلغار کا دن بدن ہم پر دباؤ بڑھتا جا رہا ہے۔ اسلامی ثقافت میں

تین بنیادی باتیں ہیں۔

- (۱) بلند ترین فکری سطح اور معیار جو اسلامی حکومت کے کسی دور میں پیدا ہوا۔
- (۲) تاریخی لحاظ سے وہ کامرانی جسے اسلام نے ادب سائنس اور آرٹ کے میدان میں حاصل کیا۔
- (۳) مسلمانوں کا طریق زندگی، مذہبی عمل، زبان کا استعمال اور معاشرتی رسوم و رواج کے خصوصی ربط کے ساتھ (۸۷) فروغ دیا جائے جس میں اس کی روح، توحید، رسالت، جواب دہی کا تصور، وحدت نسل انسانی، عظمت انسانی اور تقویٰ سے معمور ہو۔

پاکستان کا استحکام تشدد و فرقہ واریت کی جگہ نبوی رواداری میں مضمر ہے: اسلام اعتدال کا مذہب ہے۔ اس میں انتہاء پسندی سے روکا گیا ہے اور ساتھ ہی ہر طبقہ کو مکمل آزادی بھی دی ہے۔ لیکن یہ آزادی اگر ملک کے لئے زہر قائل بن جائے تو پہلے قرآنی حکم کے تحت فان تنازعتم فی شئی فیہ فردوہ الی اللہ ورسولہ (۸۸)

اگر کسی مسئلہ میں باہم تنازعہ پیدا ہو جائے تو قرآن و سنت کی روشنی میں اسے حل کیا جائے اور قرآن و سنت کی تعلیم یہ ہے کہ بیٹھ کر ظالم و مظلوم کا فیصلہ کیا جائے۔ جو طبقہ زیادتی کا مرتکب ہو رہا ہے اگر پھر بھی باز نہ آئے تو سب مل کر اسے سزا دیں یہاں تک کہ وہ راہ راست پر آجائیں۔

دوسرے یہ کہ اسلام نہ کسی مندر، گرجہ اور کنیہ پر قبضہ کرنے کی اجازت دیتا ہے نہ اس کی اجازت دیتا ہے کہ مسلمان ایک دوسرے کی مسجدوں پر قبضہ کریں۔ اس طرح نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم کافروں کے خداؤں کو گالیاں نہ دو ورنہ جہالت میں وہ تمہارے خداؤں کو گالیاں دیں گے۔

تیسری اہم بات یہ ہے کہ ہمارے پڑوسی ملک نے اپنے ملک کی اقلیتوں کو جو حقوق

دیئے ہیں وہی ہمیں بھی اخلاقاً قائل نہیں دینا چاہئے ورنہ اس ملک کا وہی حشر ہوگا جو بغداد کا ہوا کہ مذہبی عداوت میں علقمی نے ہلاک کو بغداد پر حملہ کی دعوت دی۔ جب وہ آگیا تو اس نے کسی کو بھی نہیں چھوڑا۔ (۸۹)

پاکستان کا استحکام حب رسول و جذبہ جہاد کے فروغ میں مضمر ہے: آج ہمارے اندر دین کی محبت، رسول کی محبت نہیں رہی۔ محبت جب جو بن پر آتی ہے تو انسان سے بڑی بڑی قربانیاں انجام دلاتی ہے۔ اس لئے ضرورت ہے کہ حب رسالت کے جذبہ کو فروغ دیا جائے۔ صحیح بخاری کی روایت ہے کہ ایک شخص شراب خوری کے جرم میں پیش ہوا، صحابہ نے (اس کی بار بار شراب نوشی اور سزا پانے سے تنگ آ کر) کہا خداوند! تو اس پر اپنی لعنت نازل کر۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اس پر لعنت نہ کرو اس کو خدا اور رسول سے محبت ہے۔ (۹۰) خدا اور رسول کی محبت ہی تھی کہ وہ گناہ جو بے عملی کی وجہ کر لیتا فوراً اس سے رجوع کرتا اور اپنے کو سزا کے لئے پیش کر دیتا تھا اور جو شخص سزا کے لئے پیش کر سکتا ہے وہ گناہ بھی چھوڑ سکتا ہے اور وقت پڑنے پر مذہب و ملک کے لئے اپنی جان بھی قربان کر سکتا ہے۔ اس موقع پر قارئین کے لئے نبی کریم ﷺ کی ایک پیشین گوئی بیان کرنا چاہتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

”میری امت کے دو گروہوں کو اللہ تعالیٰ جہنم سے آزاد کرے گا، ایک وہ

جو ہندوستان کے خلاف جہاد کرے گا، دوسرا وہ جو عیسیٰ علیہ السلام کے

ساتھ مل کر دجال کے ساتھ جہاد کرے گا۔ (۹۱)

اس حدیث کی سند درست ہے۔ (۹۲) لہذا ہمیں عوام کو ذہنی طور سے تیار کرنا چاہئے۔

لیکن یہ بڑی بد قسمتی کی بات ہے کہ جب ایسے سازگار حالات ”کارگل“ کی صورت ہمارے سامنے آئے اور دشمن چاروں شانے چت ہو چکا تھا ہم نے تاریخ کی سابقہ غلطی کو دہرایا اور ایک مصنوعی سپر پاور کے کہنے پر پسپائی اختیار کر لی۔

ہمارے تمام ڈراموں اور فلموں کا مرکزی مضمون محبت کی ناکامی و کامیابی ہوتا ہے۔ گویا